

روز

استاذہ نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



استاذہ نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : **روزہ**

مؤلفہ : نگہت ہاشمی

طبع اول : اگست 2011ء

طبع دوم : مئی 2017ء

تعداد : 2000

ناشر : انور انٹرنیشنل

لاہور : 36J گلبرگ III فردوس مارکیٹ لاہور

102H گلبرگ III فردوس مارکیٹ لاہور

فون نمبر : 0336-4033045, 042-35881169, 042-35851301

کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریڈیٹسی، نزد بلال ہاؤس، کلفٹن، بلاک 2، کراچی

فون نمبر : 0336-4033034, 021-35292341-42

فیصل آباد : 121A فیصل ٹاؤن ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد

فون نمبر : 0336-4033050, 041-8759191

ای میل : sales@alnoorpk.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

فیس بک : Alnoor International | Nighat Hashmi

فہرست

5	ابتدائیہ
7	روزہ
15	روزہ کیا ہے؟
15	کیا روزہ فرض ہے؟
15	روزے کا مقصد
16	روزے کی حقیقت
16	روزے کی فضیلت
17	روزے کی حکمتیں
17	روزے کی شرائط
17	روزے کے ارکان
18	روزے کی سنتیں
18	روزے میں جائز کام
20	روزے میں مکروہ کام
20	وہ کام جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے
20	روزے میں رخصت کی صورتیں
21	قضا روزے

22	مستحب روزے
23	مکروہ روزے
23	حرام روزے
24	رمضان المبارک
	رمضان المبارک میں کرنے
26	والے نیکی اور احسان کے کام
	رمضان المبارک میں جن کاموں
32	سے خصوصی اجتناب کرنا چاہئے
35	رمضان میں ہونے والی غلطیاں
37	نماز تراویح / قیام الیل
41	اعتکاف
47	لیلة الفطر
51	صدقہ فطر

ابتدائیہ

عبادت انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے؛ روح کی غذا ہے اور آزادی کا راستہ ہے۔ اسلام میں عبادت کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے لیے انتہائی خضوع اور اس کے لیے انتہائی محبت ہے۔ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: عبادت کی اصل اللہ تعالیٰ کی محبت ہے؛ اسی ایک محبت اور یہ کہ محبت تمام کی تمام اس کے لیے ہو اور اس میں دوسرا کوئی شریک نہ ہو اور اسی کے لیے اور اسی کی وجہ سے محبت کی جائے۔ “صرف اللہ تعالیٰ کی محبت جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو انسان سے عبادت کرواتی ہے اور انسان کو رب کے سامنے جھکتی ہے۔

اسلام نے کچھ بنیادی اصولوں پر عبادات کی بنیاد رکھی ہے۔ قبولیت کی پہلی بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی مرضی سے ہو اور دوسری یہ ہے کہ محمد ﷺ کے طریقے کے مطابق ہو۔

نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج مسنون عبادات ہیں۔ جنت کا راستہ سیریز، میں ان چاروں موضوعات کے تحت عبادات کا وہ معیار دیا گیا ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ عمل پیرا ہوئے۔ اس معیار کے مطابق عبادات اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوں گی۔

اس کتاب میں عام لوگوں کی آسانی کے پیش نظر طوالت سے گریز کیا گیا ہے ہر جگہ پوری دلیل نقل کرنے کی بجائے صرف حوالہ دینے پر اکتفا کیا گیا ہے جو ہر خاص و عام کے لیے باعث تسلی اور شوق رکھنے والوں کے لیے مددگار ہوں گے۔

مختصر سوال و جواب کے طریقے سے ان شاء اللہ سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

اپنی عبادات کی کوالٹی کو بہترین بنانے کی نیت اور اس کے لیے کی جانے والی

کوشش آپ کی عبادات میں لطف پیدا کر دے گی (ان شاء اللہ) اللہ تعالیٰ سے دعا ہے
کہ اس کوشش کو قبول فرمائیں، تمام تعاون کرنے والوں کے لیے نجات کا وسیلہ بنائیں
اور لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

دعاؤں کی طلب گار

نگہت ہاشمی



روزہ

روزہ خالص اللہ عزوجل کی رضا مندی کی نیت کے ساتھ کھانے پینے اور جماع سے رکنے کا نام ہے۔ (ابن کثیر، 4351)

حافظ ابن حجر اور امام نوویؒ نے روزے کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:
مخصوص شرائط کے ساتھ، مخصوص ایام میں، مخصوص اشیاء (کھانے پینے، فسق و فجور کے ارتکاب اور دن میں جماع کرنے) سے رک جانا روزہ ہے“ (بخاری، 59214)

رمضان المبارک کے روزے اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہیں۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ : شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ﴾ (بخاری: 8)

”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے؛ یہ شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؛ نماز قائم کرنا؛ زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔“

روزہ مسلمانوں پر فرض ہے اور ساری امتوں پر واجب رہا ہے، رب العزت کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ

قَبْلَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿﴾

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔“ (البقرہ: 183)

یعنی تم میں تقویٰ و اصلاح قوتوں کو پیدا کرنے کے لیے روزہ فرض کیا گیا ہے۔ اسلامی علم و اخلاق میں تقویٰ اور روزہ کی حیثیت ایک ہے۔ تقویٰ کے معنی تمام ممکنہ محاسن کا حصول اور تمام برائیوں سے احتراز ہے۔ اس اعتبار سے روزہ اخلاق و روح کی آخری معراج ہے۔

روزہ ایسی عبادت ہے جس میں مومن صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک فقط اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھانے پینے اور شہوت سے رکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے آپ کو بچا کر رکھتا ہے۔ وہ لوگوں کے سامنے بھی بچتا ہے، تنہائی میں بھی سب کچھ میسر ہو، بھوک اور پیاس کی شدت سے جان پر بنی ہوئی ہوساری نعمتیں موجود ہوں اور کوئی دیکھتا بھی نہ ہو تب بھی وہ ایک اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کے احساس کی وجہ سے روزہ توڑنے سے رکتا ہے۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ عام حالات میں اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا جو احساس نصیب نہیں ہوتا روزہ اس کو مجسم صورت میں سامنے لے کر آتا ہے۔ مومن یہ جان نہیں پاتا کہ اس کے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف کتنا ہے؟ اسے اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا احساس کتنا ہے؟ روزہ اسے یہ شعور دلاتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہو، اس کے دیکھنے کو محسوس کرتے ہو اور یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا احساس تم سے کھانا پینا چھڑوا سکتا ہے تو اسی کے خوف کے احساس کی وجہ سے تم برائیوں کو بھی چھوڑ سکتے ہو۔ روزہ انسان کو رب کا خوف دیتا ہے تقویٰ سکھاتا ہے اور ایمان میں اس کا

سبب بنتا ہے۔ اس رب کا تعلق ملتا ہے۔ روزہ بہت بڑی نعمت ہے۔

روزہ تقویٰ سکھاتا ہے، شکرگزاری سکھاتا ہے اور روزہ بنیادی طور پر صبر ہے۔ ان خصوصیات کے ساتھ روزہ گناہوں کا کفارہ اور صدقہ بن جاتا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: کس کو فتنے کے بارے میں نبی ﷺ سے کوئی حدیث یاد ہے؟“ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

”انسان کے لیے اس کے بال بچے، اس کا مال اور اس کے پڑوسی فتنہ (امتحان

وآزمائش) ہیں جس کا کفارہ نماز، روزہ اور صدقہ بن جاتا ہے۔“ (بخاری 1895)

روزہ تقویٰ کی تربیت کرتا ہے۔ تقویٰ اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ تقویٰ انسان سے تقاضا کرتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے منع کیے ہوئے سے رک جائے اور اس کے حکم کی اطاعت کر لے۔ روزے میں انسان رات کو کھانا کھاتا ہے اور دن کو چھوڑ دیتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر نگران بنانے کی مشق کرتا ہے۔ رمضان کے مہینے میں وقتی طور پر چند چیزوں کو چھڑا کر یہ تربیت دی جاتی ہے کہ انسان عمر بھر کے لیے وہ چیزیں چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔ دن کو کھانا پینا چھڑوایا جاتا ہے جبکہ کھانے پینے کی ضرورت ہوتی ہے اور رات کو آرام۔ اگر شدت کی بھوک میں وہ کھانے سے رک سکتا ہے، شدت کی پیاس میں وہ پینے سے رک سکتا ہے اور شدت کی نیند میں سونے سے رک سکتا ہے، تو پھر اللہ تعالیٰ کے روکے سے بھی رک سکتا ہے۔ یوں انسان کی تربیت ہوتی ہے رمضان کے مہینے میں وقتی طور پر چند چیزوں کو چھڑا کر یہ تربیت دی جاتی ہے کہ انسان ساری عمر کے لیے ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے، جو اللہ تعالیٰ کو نہ پسند ہیں۔

روزہ تقویٰ کا سب سے بڑا سبب ہے۔ روزے میں انسان اپنی خواہشات کو روک کر رکھتا ہے۔ اس کے ہونٹ سوکھتے ہیں، پیاس سے دم نکلتا ہے، کمزوری محسوس ہوتی ہے، بھوک ستاتی ہے لیکن ایک اللہ تعالیٰ کی محبت میں انسان کھانے پینے کی خواہشات سے رک جاتا ہے کیونکہ وہ یہ سارے کام اللہ تعالیٰ کے لیے برداشت کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَإِنَّهُ لِي، وَأَنَا أَجْزَىٰ بِهِ﴾

”روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کا اجر دوں گا۔“ (سورہ بقرہ: 177)

حقیقت یہ ہے کہ روزے میں انسان کو یہ شرف نصیب ہوتا ہے کہ وہ ایک اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے ایک اسی کے تعلق کی وجہ کی سے کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے حتیٰ کی تہائی میں ساری نعمتیں میسر ہوں تب بھی ایک اللہ تعالیٰ کی نظروں کا احساس اسے ہر چیز روک کر رکھتا ہے۔ یہی تقویٰ ہے۔

نبی ﷺ کی احادیث اور اقوال صحابہ سے ثابت ہوتا ہے کہ پورے وجود کا روزہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر روزے میں بظاہر تو ایسے لگتا ہے کہ انسان اپنی بھوک، پیاس اور خواہشات سے رکتا ہے۔ مثلاً انسان منہ سے کھانا پینا اندر جاتا ہے اسی کو نہیں روکنے روزے کا تقاضا ہے کہ انسان زبان کو برے کلام سے روکے، بدگوئی سے روکے، بڑائی جھگڑے سے روکے۔ یوں یہ زبان کا روزہ بن جاتا ہے یعنی زبان غیبت سے چغلی سے، دشنام طرازی، انواہ طرازی، افترا پردازی، فریب کارانہ سے کلام سے رک جائے۔

دماغ کا روزہ یہ ہے کہ اسے فاسد خیالات سے پاک رکھا جائے۔ دل کا روزہ یہ

ہے کہ اسے برے خیالات، بدگمانیوں، حسد لالچ وغیرہ سے پاک رکھا جائے ان سب برائیوں سے خود کو خالی رکھنا دل کا روزہ ہے۔ آنکھوں کا روزہ یہ ہے کہ بری نگاہ سے امان میں رہیں۔ لالچ، خشونت، قہر اور شہوت کی نظر سے کسی کی طرف نہ دیکھیں۔ ہاتھ پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ برے کام میں حرکت نہ کریں۔ کان کا روزہ یہ ہے کہ بری آواز نہ سنیں۔ بری آوازیں، بری باتیں اور ایسی آوازیں جن سے جذبات مشتعل ہوں، ان تک نہ پہنچنے دی جائیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَإِذَا كَانَ يَوْمٌ صَوْمٍ أَحَدِكُمْ فَلَا يَزُفُّهُ وَلَا يَصْخَبُ، فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ﴾

روزہ ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ دل لگی کی باتیں کرے اور نہ شور و غل کرے۔ اگر اس سے گالی گلوچ دے یا اس سے کوئی لڑے تو کہہ دے کہ میں

زورے سے دار ہوں۔ (بخاری: 1904)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ﴾

”جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے

کہ یہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑے۔“ (بخاری: 1903)

ان دو روایات سے جو چیز ہمیں پیتے چل رہی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کے اندر اخلاقی خرابیاں ہیں جو اس کے ایمان کو متاثر کرتی ہیں اور اسے جہنم کا مستحق بناتی ہیں۔ ان کو

چھوڑنے کی پریکٹس انسان کر سکتا ہے۔ یہاں جھوٹ کی مثال سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اگر ام النجاشٹ یعنی بڑی بیماری روزے کی وجہ سے چھوٹ جائے تو باقی دنوں میں سچی زندگی گزارنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس طرح روزہ اچھی شخصیت کی تعمیر کے لیے مددگار ثابت ہوتا ہے۔

روزہ بنیادی طور پر انسان کی مدد کرتا ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کا خوف برائیوں کو کنٹرول کرواتا ہے۔ روزے کا ہر وقت یہی پیغام ہے کہ کھانا پینا چھوٹا تو برائی کیوں نہ چھوٹے؟ جھوٹ کیوں نہ چھوٹے؟ شور و غل کرنا کیوں نہ چھوٹے؟ اسی شعور کی وجہ انسان لڑائی جھگڑا چھوڑتا ہے، جھوٹ چھوڑتا ہے، برے کام چھوڑتا ہے، شور و غل مچانا چھوڑتا ہے، بے حیائی کے کام چھوڑتا ہے۔ یہ تقویٰ ہے یوں روزہ تقویٰ کی تربیت کرتا ہے۔

روزہ شکر کی تربیت بھی کرتا ہے مثلاً انسان کھانے کے لیے سینکڑوں قسم کی نعمتیں استعمال کرتا ہے۔ عام حالات میں اسے ان نعمتوں کا اتنا احساس نہیں ہوتا جتنا روزے کی حالت میں ہوتا ہے۔ روزے میں انسان دن بھر ان چیزوں سے رکا رہتا ہے، شدید بھوک لگتی ہے، شدید پیاس لگتی ہے تو افطار کے وقت ان نعمتوں کو وہ شعوری طور پر محسوس کرتا ہے۔ اس تجربے سے انسان کے اندر اپنے رب کے شکر کا بے پناہ جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

روزہ صبر کی بھی تربیت کرتا ہے صبر سے مراد مشکلات برداشت کرنا۔ روزے میں انسان اللہ تعالیٰ کے لیے بھوک پیاس کی مشکلات برداشت کرتا ہے اور مقررہ اوقات میں اپنی مرغوب اور پسندیدہ اشیاء سے رکتا ہے۔ یوں انسان کی تربیت ہوتی ہے۔

ان بنیادی خصوصیات کے ساتھ روزے کی وجہ سے انسان کے اندر نرمی اور شائستگی آتی ہے اور سرکشی ختم ہو جاتی ہے۔ انسان کا دل چاہتا کہ میں کچھ کھالوں اور روزے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ”نہیں کھانا“۔ یوں انسان کی اپنی خواہش چھوٹی ہوتی رہتی ہے اس کو پتہ لگتا رہتا ہے کہ میرے رب کی بات بڑی ہے اور اس کی وجہ سے اس کے دل میں اپنے حقیر اور کمتر ہونے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ شعوری طور پر اس کے اندر یہ احساس ٹوٹ پھوٹ پیدا کر دیتا ہے۔ اسی کی وجہ سے انسان کے مزاج کے اندر نرمی آتی ہے روزے کی تربیت پر مشقت ہے جو انسان کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ ان خصوصیات کو اپنے اندر پیدا کر سکے جو رب چاہتا ہے۔

روزے میں نیکی کے کتنے ہی مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر روزے میں افطار کا اہتمام کرنا، رب سے دعائیں کرنا، بھوکے کی بھوک کا احساس کرنا، راتوں میں قیام کرنا۔ ٹوٹا ہوا انسان جب اللہ تعالیٰ کے آگے سجدے میں گر جاتا ہے تو حقیقی طور پر اس کے دل کے اندر رب کا خوف آتا ہے۔ اگر تھوڑے سے خوف سے بھی انسان رب کے سامنے جھکے تو اس کے وجود پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔

روزے میں انسان کی ترجیحات بدل جاتی ہیں۔ جو لوگ عام دنوں میں نماز نہیں پڑھتے وہ نمازیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ جو عام دنوں میں تلاوت نہیں کرتے وہ تلاوت شروع کر دیتے ہیں۔ جو ذکر نہیں کرتے، دعائیں نہیں کرتے ان دنوں میں ضرور ایسے کام شروع کر لیتے ہیں اور عام دنوں میں جو لوگ صدقہ و خیرات کم کرتے ہیں ان دنوں میں کچھ نہ کچھ کھانے پینے کی چیزیں دوسروں کو پہنچا دیتے ہیں۔ روزے افطار کروائے جاتے ہیں۔ روزے میں انسان کا دل کھلتا ہے، ہاتھ کھلتے

ہیں، یوں انسان اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دینا شروع کر دیتا ہے

عمد ابلا عذر روزہ چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے

ابن حجر الہیثمیؒ فرماتے ہیں:

ایام رمضان میں سے کسی دن جماع وغیرہ کے ذریعے بلا عذر روزہ چھوڑنا یا روزہ

توڑنا کبیرہ گناہ ہے۔ (انوار جہاں حجرات الہیثمی: 429)

انہوں نے جن روایات سے استدلال کیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے۔ سیدنا ابن

عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”دین اسلام کی تین بنیادیں

ہیں۔ جس نے ان میں سے کسی ایک کو بھی اس کا انکار کرتے ہوئے چھوڑ دیا اسے قتل

کرنا جائز ہے؛ کلمہ کی شہادت، فرض نماز اور رمضان کے روزے“ (مسند ابی یعلیٰ: 4/2349)

حافظ ابن حجر الہیثمیؒ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

علاوہ ازیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یوں مروی ہے

کہ ”اگر کسی نے رمضان میں کسی عذر اور مرض کے بغیر ایک دن کا بھی روزہ نہ رکھا تو

ساری عمر کے روزے بھی اس کا بدلہ (یعنی قضاء) نہیں ہو سکتے۔“

(بخاری تعلقاً قتل اللہ ص 1935، کتاب الصوم؛ باب اذا جامع فی رمضان)

روزہ

(1) روزہ کیا ہے؟

جواب: مخصوص دنوں میں مخصوص شرائط کے ساتھ مخصوص چیزوں (کھانے پینے، فسق و فجور کے ارتکاب اور دن میں جماع کرنے) سے رک جانا روزہ ہے۔

(فتح الباری: 592/4، نووی شرح مسلم: 200/4)

(2) کیا روزہ فرض ہے؟

جواب: (1) رمضان کے روزے ہر عاقل، بالغ مسلمان پر فرض ہیں۔ اللہ کریم نے اس کی فرضیت میں سہولت پیدا کی ہے۔ (البقرہ: 184)

(2) رمضان کے روزے رکھنا اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ہے۔ (بخاری: 8)

(3) مریض اور مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی گئی لیکن یہ شرط عائد کی گئی کہ وہ بعد میں اس کی قضا کریں۔ (بخاری: 1943)

(4) حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں بچوں کے نقصان کے اندیشے سے روزے نہ رکھیں تو قضا کے ساتھ ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائیں۔ چونکہ یہ روزہ بیماری کے خوف سے نہیں چھوڑا جاتا کہ قضا کافی ہو اس لئے اس کی تلافی مسکین کو کھانا کھلانے سے کی گئی ہے۔ (ترمذی: 715)

(3) روزے کا مقصد کیا ہے؟

جواب: (1) روزے کا مقصد اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانا، اس کی رضا حاصل کرنا اور اس سے قریبی تعلق استوار کرنا ہے۔

(2) روزے کا مقصد نفس کو خواہشات سے روکنا ہے۔ روزے سے کھانے پینے اور خواہشات سے روک کر شیطان کی آمدورفت کے راستوں کو تنگ کیا جاتا۔

(3) روزے کی وجہ سے انسان کے اندر پاکیزہ زندگی کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو

جاتی ہے۔

(4) روزے کے فوائد اور اثرات روح اور بدن دونوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ روزہ تمام اعضاء کو وہ قوتیں واپس دلاتا ہے جو مختلف طریقے سے صرف ہو جاتی ہیں۔ روزہ بدن سے فاسد مادوں کو دور کرتا ہے اور تقویٰ کے حصول کا اہم ذریعہ ہے۔

(4) روزے کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: روزہ ایک راز ہے جو رب اور بندے کے درمیان ہوتا ہے۔ اپنے خالق کی محبت میں محبوب چیزوں کو چھوڑ دینا ایسا عمل ہے جس سے کوئی واقف نہیں ہو سکتا۔ یہی روزے کی حقیقت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کا ہے سوائے روزے کے کہ یہ میرا ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بڑھ کر ہے۔“ (بخاری: 5927)

(5) روزے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: (1) روزہ دار کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری: 1901، مسلم: 760)

(2) روزے کا ثواب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ (بخاری: 1904، مسلم: 1151)

(3) روزے کے برابر کوئی چیز نہیں۔ (صحیح الترمذی: 986)

(4) روزہ دار کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔ (بخاری: 1397، مسلم: 14)

(5) روزہ دار شہداء کے ساتھ ہوں گے۔ (صحیح الترمذی: 1003)

(6) روزہ دار کے ہر عمل کا اجر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ (مسلم: 1151، ابن ماجہ: 1638)

(7) جنت کا دروازہ ”ریان“ روزہ داروں کے لئے ہے۔ (بخاری: 1896، مسلم: 1152)

(8) ایک دن کا روزہ دوزخ کی آگ سے ستر سال دور کر دے گا۔ (مسلم: 1153، بخاری: 2840)

(9) روزہ قیامت کے دن سفارش کرے گا۔ (صحیح الترمذی: 984، مستدرک: 184/2)

(10)۔ روزہ گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال ہے۔ (ترمذی: 2616، صحیح الترمذی: 983)

(11) روزہ دار کی منہ کی بوکستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ (بخاری: 1903)

(12) روزہ دار کو افطاری کے وقت جہنم سے آزادی دی جاتی ہے۔

(صحیح ابن ماجہ: 1332، ابن ماجہ: 1643)

(13) روزہ کی وجہ سے آدمی اور جہنم کے درمیان آسمان وزمین کے برابر آڑ کر دی جاتی

ہے۔ (طبرانی فی الاوسط والاصغر، صحیح الترمذی: 977)

(6) روزے کی کیا حکمتیں ہیں؟

جواب: (1) روزوں کا سب سے بڑا فائدہ تقویٰ کا حاصل کرنا ہے۔ (البقرہ: 183)

(2) روزے سے انسان کو صبر کرنا نصیب ہوتا ہے۔

(3) روزے سے مسلمانوں کے درمیان ہمدردی، محبت اور رحمت کے جذبات کی وجہ

سے اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ (مسلم: 6586)

(4) روزے سے انسان کی اخلاقی تربیت ہوتی ہے۔ روزہ دل لگی کی باتوں سے گالی

گلوچ سے لہو و لعاب سے ڈھال ہے۔

(5) روزے سے انسان کے اندر شکرگزاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

(7) روزے کی کیا شرائط ہیں؟

جواب: (1) اسلام

(2) عقل (الہوا اور منہ سے)

(3) بلوغت

(4) عورت کے لیے حیض و نفاس سے پاک ہونا (بخاری: 1951)

(8) روزے کے کیا ارکان ہیں؟

جواب: (1) نیت: طلوع فجر سے پہلے رات کو فرض روزے کی نیت ضروری ہے اور نیت

دل کا عمل ہے۔ (بخاری: 1)؛ (ابوداؤد: 2454)

(2) إمساک: کھانے پینے اور جماعت سے رکے رہنا۔

(3) وقت: طلوع فجر سے غروب شمس تک۔ اس سے مراد پورا دن ہے۔ (البقرہ: 187)

(9) روزے کی سنتیں کیا ہیں؟

جواب: (1) سحری کرنا: رات کے آخری حصے میں روزے کی نیت سے کھانا۔ (مسلم: 2550)

(2) سحری میں تاخیر کرنا: صبح صادق کے نمایاں ہو جانے تک۔ (بخاری: 1986)

(3) افطار میں جلدی کرنا: سورج غروب ہونے کے فوراً بعد۔ (بخاری: 1957؛ مسلم: 2554)

(4) کھجور یا پانی سے روزہ افطار کرنا۔ (ابوداؤد: 2356)

(5) افطار کرتے ہوئے دُعا مانگنا:

﴿ذَهَبَ الظَّمْأُ وَأَبْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَنَبَتَ الْأَجْرُ إِن شَاءَ اللَّهُ﴾

”پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہو گئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر بھی ثابت ہو گیا۔“

(سنن ابی داؤد: 2357)

(6) افطار کروانا

(10) روزے کی حالت میں کون سے کام جائز ہیں؟

جواب: (1) حالت جنابت میں روزہ رکھنا اور بعد میں غسل کرنا۔ (بخاری: 1926؛ بخاری: 1931)

(2) کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا۔ ناک میں پانی ڈالتے ہوئے احتیاط کرنی

چاہئے یعنی سانس کھینچ کر اندر لے جانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ (ابوداؤد: 2366۔ 142)

(3) مسواک کرنا۔ (بخاری: 1934؛ کتاب الصوم، باب اسواک)

(4) ٹیکہ لگوانا۔ ایسا ٹیکہ جس کا مقصد قوت یا خوراک نہ ہو اس کی حیثیت بیرونی دوا کی

ہے جو معدے میں نہیں جاتی۔

(5) تیل لگانا اور کنگھی کرنا۔ (بخاری: 1913)

- (6) گرمی کی وجہ سے غسل کرنا۔ (ابوداؤد: 2365)
- (7) ناک میں دوا ڈالنا۔ (بخاری: 1934)
- (8) ہنڈیا کا ذائقہ چکھنا۔ (بخاری: 1930) شرط یہ ہے کہ حلق میں نہ جائے۔
- (9) نکسیر آنا۔ اس پر کسی کو کوئی اختیار نہیں اس لئے روزے کو کوئی نقصان نہیں۔
(ترمذی: 26410)
- (10) ٹیسٹ کے لئے خون دینا۔
- (11) چھتے لگوانا۔ (بخاری: 1938, 1939)
- (12) سرمہ لگانا۔ (ابن ماجہ: 19678)
- (13) کان یا آنکھ میں دوائی کے قطرے ڈالنا۔ (ترمذی: 12912)
- (14) بیوی کو kiss کرنا یا معانقہ کرنا۔ جذبات و خواہشات پر کنٹرول ہو تو بوڑھے آدمی کے لئے خطرہ نہیں، نوجوان کے لئے خطرہ ہے۔ (ابوداؤد: 2387)
- (15) دانتوں میں دوائی ملنا لیکن حلق تک نہ لے جائیں۔
- (16) میک اپ کرنا۔ چہرے کو خوب صورت بنانے والی اشیاء مثلاً صابن، تیل وغیرہ جن کا تعلق ظاہر سے ہوتا ہے روزے کو کوئی نقصان نہیں دیتیں۔ (ترمذی: 12712)
- (17) ٹھنڈے پانی میں نہانا اور غوطہ لگانا۔
- (18) کھانا چبا کر کسی بچے کے منہ میں ڈالنا۔
- (19) خوشبو لگانا۔ (ابن ماجہ: 24125)
- (20) تھوک نکلنا۔ (بخاری: 1930)
- (21) بلا اختیار کبھی وغیرہ کا اندر چلے جانا۔ (بخاری: 1933)
- (22) دانتوں سے خون نکلنا۔ (ترمذی: 26710)
- (23) بچے کو دودھ پلانا

(11) روزے میں مکروہ امور کون سے ہیں؟

جواب: (1) کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا وغیرہ۔

(2) بوسہ دینا۔

(3) چھینے لگوانا۔

(4) بیوی کی طرف شہوت سے دیکھتے رہنا۔

(5) عورت کے جسم کو اپنے جسم سے لگانا۔

(6) کوئی چیز منہ میں ڈال کر چبانا۔

(7) ہنڈیا سے کھانے کو چکھنا۔

(12) کن کاموں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: (1) جان بوجھ کر کھانے پینے سے۔ (عن تداء، السنن 4/350) بھول کر کھانے والے کے

لئے روزہ پورا کرنے کا حکم ہے۔ (بخاری، 1933، مسلم، 2716)

(2) جان بوجھ کر قے کرنے سے۔ خود بخود قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بخاری، 2380)

(3) جان بوجھ کر مباشرت کرنے سے۔ (بخاری، 1936، مسلم، 2589)

(4) حیض اور نفاس سے۔ (بخاری، 1951)

(5) گلوکوز یا خون یا کسی غذائی مواد کو اندر داخل کرنے سے۔ یہ روزہ افطار کرنے کی

طرح ہے۔

(6) منی خارج کرنے یا منی کا انزال ہونے سے۔

(i) اختیاری فعل سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(ii) خواب میں احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ یہ غیر اختیاری فعل ہے۔

(13) روزے میں رخصت کی کون سی صورتیں ہیں؟

جواب: (1) مجنون پر روزہ فرض نہیں۔

(2) نابالغ بچے پر روزہ فرض نہیں۔ اس کی طاقت کے مطابق عادی کرنے کے لئے روزے رکھوائے جاسکتے ہیں۔

(3) مریض کے روزہ رکھنے سے مرض میں اضافہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔ (البقرہ: 185) بعد میں قضا ضروری ہے۔ (بخاری: 1943)

(4) حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں روزہ رکھنے میں تکلیف محسوس کریں یا بچے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ سکتی ہیں بعد میں قضا ضروری ہے۔ (ابوداؤد: 2408)

(5) حیض اور نفاس والی عورتیں کے لئے ان دنوں میں روزے رکھنے منع ہیں۔ قضا ضروری ہے۔ (بخاری: 1951)

(6) جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھے: دائمی مریض جس کی صحت کی امید نہ ہو یا بہت بوڑھا جس کی طاقت ختم ہو جائے، وہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔ یہ فدیہ روزے کے قائم مقام ہے۔ اس پر قضا نہیں۔ (دارقطنی: 2/205، حاکم: 404/1)

(7) مسافر پر قضا ضروری ہے۔ (بخاری: 1943)

(8) ہمیشہ سفر میں رہنے والے: ملازمت کے سلسلے میں ایک شہر سے دوسرے شہر تک کا سفر کرنے والے یا ڈرائیور وغیرہ روزہ چھوڑ سکتے ہیں لیکن قضا ضروری ہے۔ (بخاری: 1942)

(9) خطراری حالت: کہیں آگ لگ جائے اور انسانی جانوں کو بچانے کا کام کرنا پڑے یا ڈوبتے شخص کو بچانا پڑے اور روزہ توڑے بغیر کوئی کام کرنا مشکل ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے۔ بعد میں قضا ضروری ہے۔

(14) قضا روزوں کے کیا احکامات ہیں؟

جواب: (1) قضا ضروری ہے۔ (البقرہ: 189)

(2) جو شخص زندگی میں قوت سے محروم ہو جائے:

(i) اس کے روزوں کی قضا ضروری نہیں۔

(ii) اس کی زندگی میں اس کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

(3) جو شخص قوت سے محروم ہو اور فوت ہو جائے:

(i) ولی روزے رکھ سکتا ہے۔

(ii) اس کے روزوں کے بدلے اتنے ہی مسکینوں کو ایک دن کا کھانا کھلایا جائے۔

(4) اگر کوئی زندگی میں نذر کے روزے نہ رکھ سکے تو روزے کی قضا و رثاء کے ذمے لازم

ہے۔ (بخاری: 1952)

(5) بیماری، سفر، حیض، نفاس کی وجہ سے رہ جانے والے روزے۔

(i) رمضان کے بعد بغیر کسی تاخیر کے جلد رکھنے چاہئیں۔ (مسلم: 339، بخاری: 321)

(ii) ان میں تو اترا ضروری نہیں۔ وقفے وقفے سے رکھے جاسکتے ہیں۔ (بخاری صحیح)

الحدیث: 1950)

(6) رمضان کی قضا تاخیر سے بھی درست ہے۔ (بخاری: 1950)

(15) مستحب روزے کون سے ہیں؟

(1) شوال کے چھ روزے۔ (مسلم: 2758)

(2) ذوالحجہ کے پہلے نو دنوں کے روزے۔ (بخاری: 2437)

(3) سوموار اور جمعرات کا روزہ۔ (بخاری: 2437)

(4) نویں ذوالحجہ کا روزہ۔ (صحیح ترمذی: 999)

(5) محرم کے روزے۔ (مسلم: 2755)

(6) عاشوراء کا روزہ۔ (مسلم: 2747)

(7) شعبان کے روزے۔ (بخاری: 1962، مسلم: 1156)

(8) سوموار اور جمعرات کا روزہ۔ (مسلم: 2750، ترمذی: 745)

(9) ہفتے اور اتوار کا روزہ۔

(10) ایام بیض یعنی چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ کے روزے۔ (ایضاً: 2449)

(11) جہاد کے دوران روزے رکھنا۔ (بخاری: 2840)

(12) ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن چھوڑنا۔ (بخاری: 1979، مسلم: 1159)

(16) مکروہ روزے کون سے ہیں؟

جواب: (1) میدانِ عرفات میں حجاج کے لئے۔ (ایضاً: 2440)

(2) صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا۔

(3) شعبان کے آخری ایام یعنی جب شعبان نصف ہو جائے۔ (ایضاً: 2337)

(4) ہفتے کے دن۔ (ترمذی)

(17) کن دنوں میں روزے رکھنا حرام ہے؟

جواب: (1) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن۔ (بخاری: 1991، 1993، مسلم: 1138)

(2) ایام تشریق کے روزے۔ (ایضاً: 2418، مسلم: 1141)

(3) بغیر عادت کے نصف شعبان کے روزے۔

(4) شعبان کی آخری تاریخوں کے روزے استقبالِ رمضان کے لئے رکھنا۔ (بخاری: 1914)

(5) ہمیشہ روزہ رکھنا۔ (ابن ماجہ: 1705)

(6) جمعہ کا الگ روزہ رکھنا۔ (بخاری: 1975، مسلم: 1401)

(7) صرف اکیلے ہفتے کا روزہ رکھنا۔ (ترمذی: 744)

(8) مشکوک دن کا روزہ رکھنا۔ (ایضاً: 1334)

(9) روزے میں وصال کرنا۔ (بخاری: 1966)

(10) شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کا نفلی روزے رکھنا۔ (بخاری: 5195)

رمضان المبارک

رمضان برکت والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو دوسرے تمام مہینوں کے مقابلے میں خاص مقام عطا کیا ہے۔ یہ مہینہ رحمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ خصوصیات اور فضیلتیں عطا کی ہیں جن کی وجہ سے یہ دوسرے مہینوں سے ممتاز ہے۔

(1) رمضان میں قرآن نازل کیا گیا۔ رب العزت نے فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ (البقرة: 185)

”رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تمہارے پاس رمضان آیا ہے۔ یہ برکتوں والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے

روزے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

اور سرکش شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس میں ایک

رات ہوتی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ بڑا

محروم ہے۔“ (مشکوٰۃ: 1/616، احمد، نسائی: 2108)

(2) آسمانی کتابیں اور صحیفے اس مہینے میں نازل کئے گئے۔ (مسند امام: 17/17109)

(3) رمضان کی ایک رات ہزار راتوں سے افضل ہے۔ (القدر: 3)

(4) رمضان میں سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (ترمذی: 682، ابن ماجہ: 1642)

(5) رمضان میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے

بند کر دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری: 1898-1899)

(6) رمضان میں اللہ تعالیٰ روزانہ جنت کو سنوارتا اور مُرْسِن کرتا ہے۔ (مسند امام: 7904)

(7) رمضان کے روزے واجب ہیں۔ (البقرہ: 185)

(8) فرشتے روزہ داروں کے لئے دُعائیں کرتے ہیں۔

(9) رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

(10) رمضان سے رمضان تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم: 550)

(11) رمضان میں عمرہ کا ثواب حج کے برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری: 1863، نسائی: 2112، ابن ماجہ: 2993)

(12) رمضان کی ہر رات جہنم سے آزادی دی جاتی ہے۔

(حج ابن ماجہ: 1371، ابن ماجہ: 1642، ترمذی: 682)

❁ رمضان المبارک میں کرنے والے نیکی اور احسان کے کام ❁

رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے نیکی کے کاموں کی بہت فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کاموں کی رغبت، شوق اور حرص عطا فرمائیں اور بھلائی کے کاموں میں سبقت لے جانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

(1) روزہ: رمضان المبارک میں سب سے اہم عمل روزہ رکھنا ہے۔ (البقرہ: 185)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت سے عبادت میں کھڑا ہو اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

(بخاری: 1901، مسلم: 1781)

(2) صدقہ و خیرات: صدقہ و خیرات کرنے سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لئے مال سے محروم لوگوں پر خرچ کرنا۔ انہیں کھانا کھلانا، اناج فراہم کرنا، لباس پہنانا، ان کی دوا کا انتظام کرنا، قرض داروں کا بوجھ اتارنا، بے سہاروں کا سہارا بننا وغیرہ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ مال دینے میں سخی تھے اور سب وقتوں سے زیادہ آپ ﷺ کی سخاوت رمضان کے مہینے میں ہوتی تھی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال رمضان میں آپ ﷺ سے ملتے تو آخر مہینہ تک آپ ﷺ انہیں قرآن سناتے۔ جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملتے اس وقت آپ ﷺ مال کے دینے میں چلتی ہو اسے بھی زیادہ تیزی سے سخاوت

کرتے تھے۔ (بخاری: 3220، مسلم: 6009)

لہذا رمضان میں عام دنوں کے مقابلے میں یہ اہتمام کہیں زیادہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(3) رات کا قیام: رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کی راتوں میں جاگتے تھے اور آخری دس راتوں میں اپنے گھرانے کے دیگر افراد کو بھی جاگتے تھے۔ (مسلم: 2787)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان کی راتوں میں (بیدار رہ کر) نماز تراویح پڑھی، ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ، اس کے اگلے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (بخاری: 2009، مسلم: 1779)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین بھی راتوں کے قیام کا خاص اہتمام کرتے تھے۔ ہر دور کے نیک افراد اس کا اہتمام کرتے رہے ہیں۔

(4) تلاوت قرآن مجید: رمضان المبارک میں قرآن مجید نازل ہوا۔ اس لئے رمضان اور قرآن کا گہرا تعلق ہے۔ (البقرہ: 185)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن روزہ اور قرآن شریف دونوں شفاعت کریں گے۔ قرآن کہے گا اے اللہ! میں رات بھر اس کو آرام سے روکے رکھا میری شفاعت قبول فرمائیے اور روزہ عرض کرے گا کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے اور خواہشِ نفس سے روکے رکھا میری شفاعت قبول کیجئے، پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (صحیح الترغیب: 1984، ص 184/2)

رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں عام دنوں سے زیادہ تلاوت کلام پاک کرتے تھے۔ اس مہینے میں نبی ﷺ کا حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ دورہ قرآن کرنا، صحابہ کرام

ﷺ اور تابعین کا کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا ہمارے لئے مثال ہے کہ رمضان المبارک میں کرنے والے اہم کاموں میں قرآن مجید کی تلاوت کتنی اہمیت کی حامل ہے۔

رمضان المبارک میں کرنے والے کاموں میں راتوں کے قیام میں تلاوت کرنا، بغیر قیام کے تلاوت کرنا، قرآن مجید کو ترجمے کے ساتھ سمجھ کر پڑھنا عام دنوں کے مقابلے میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ تلاوت میں توجہ اور تدبیر پسندیدہ ہے۔ نبی ﷺ توجہ اور تدبیر سے قرآن مجید پڑھتے تھے اور اس سے اثر قبول کرتے تھے۔ (ترمذی: 3297)

صحابہ کرام ﷺ میں سے کچھ لوگ عام دنوں میں تین دن میں قرآن مجید ختم کر لیتے تھے، کچھ سات دن میں، کچھ دس دنوں میں۔ فضیلت والے مہینے میں اس سے بھی زیادہ پڑھنا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رات اور دن کے اوقات میں تلاوت کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں تلاوت کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن مجید کو ہمارے لئے قبر کی وحشتوں کو دور کرنے والا ساتھی بنائے۔ اس کے ذریعے ہم پر رحمتیں نازل فرمائے اور ہم سے راضی ہو جائے۔ (آمین)

(5) روزے افطار کروانا: رمضان المبارک کے فضیلت والے کاموں میں سے ایک کام روزے افطار کروانا ہے۔

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے ان کو نبی ﷺ نے فرماتے ہیں: ”جو شخص روزے دار کا روزہ کھلوائے یا مجاہد کو جہاد کے لیے تیاری کروائے ان کے لئے روزے دار کے اور مجاہد کے برابر اجر ہوگا۔“ (شعب الایمان: 3953)

(6) اعتکاف: رمضان المبارک کی خصوصی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے عبادت کی غرض سے مسجد میں رہنا اعتکاف کہلاتا ہے۔ اعتکاف میں انسان کی

بھر پور توجہ اسی جانب رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دن رات مسجد کے ایک حصے میں گزارتے تھے۔ عام معمولات اور تعلقات ختم کر دیتے تھے۔ وفات تک اعتکاف میں بیٹھنا آپ ﷺ کا معمول رہا۔ آپ ﷺ نے اس کی اتنی پابندی کی کہ ایک بار آپ ﷺ رمضان میں نہ بیٹھ سکے تو آپ ﷺ نے شوال کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا۔ (بخاری: 2041)

اعتکاف مجموعہ عبادات ہے جس میں انسان رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے، ذکر کرتا ہے، دعائیں کرتا ہے، نوافل ادا کرتا ہے، قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے، یک سوئی سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے اور یہ سارے ہی کام عبادت ہیں۔

(7) رمضان کے آخری عشرے میں خوب محنت کرنا: رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے۔ اسی عشرے کی طاق راتوں میں سے ایک رات لیلة القدر ہے۔ آپ ﷺ اس عشرے میں خود بھی عبادت کرتے تھے اپنے گھر والوں کو بھی حکم دیتے تھے۔ (مسلم: 2785)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (رمضان) کے آخری عشرہ میں اتنی ریاضت کرتے تھے کہ اس کے علاوہ (اور دنوں میں) اتنی ریاضت نہیں کرتے تھے۔ (مسلم: 2788)

(8) لیلة القدر کو تلاش کرنا: رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ (3) تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ جَمِيعٌ كَلِمَاتٍ أَمْرٍ (4) سَلَّمَ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿(القدر: 5.3)

لیلة القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (3) فرشتے اور روح اُس میں اپنے رب کی اجازت سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں۔ (4) وہ (رات) سراپا سلامتی ہے فجر کے طلوع

ہونے تک۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اس رات زمین میں فرشتوں کی تعداد کنکریوں کی تعداد سے زیادہ ہوتی ہے۔ (المحیی: 2205، 2205)۔
ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرنی چاہئے تاکہ اس کی خیر و برکت سے محروم نہ رہیں۔

لیلة القدر کی خاص دُعا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ شب قدر کونسی ہے تو میں اس میں کیا ورد کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہو:

﴿اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي﴾ (ترمذی: 3513)

اے اللہ تعالیٰ تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے معافی کو تو پسند کرتا ہے مجھے معاف فرما دے“

(9) عمرہ کرنا: رمضان المبارک میں عمرہ کرنا فضیلت کے کاموں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت، طواف اور صفاء مروہ کی سعی کرنا عمرہ کہلاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(1) ”رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔“

(بخاری: 1863، نسائی: 2112، ابن ماجہ: 2993)

(2) ”ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ درمیانے گناہوں کے لئے کفارہ ہے۔“ (مسلم: 3287)

(10) کثرت سے دُعا میں کرنا: قرآن حکیم میں رمضان المبارک کی فضیلت اور روزے

کے مسائل کے درمیان اللہ تعالیٰ نے دُعا کے لئے ترغیب دلائی ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾

(البقرة: 186)

”اور جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے۔“
اس مہینے میں خوب دُعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک دوسرے کے حق میں بھی دُعائیں کرنی چاہئیں۔ (مسلم: 6929) بددعائیں کرنے سے گریز کرنا چاہئے۔ (مسلم: 7515)

رمضان میں جن کاموں سے خصوصی اجتناب کرنا چاہئے

اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ اُس نے روزے میں کھانے پینے اور خواہشات سے روک کر انسان کو یہ شعور دلایا ہے کہ دیکھو اگر میں تمہیں روکوں تو تم اپنی ضروریات سے رُک سکتے ہو ایسے ہی تمہیں میرے حکم سے برائیوں سے رُکنا ہے۔ روزہ انسان کو تقویٰ سکھاتا ہے اور تقویٰ کیا ہے؟ ان لایسراک مولاک حیث نہاک ”یہ کہ تیرا مولا تجھے وہاں نہ دیکھے جہاں سے اُس نے تجھے روکا ہے۔“ روزے میں انسان کے لئے ہر طرح کی برائیوں سے رُکنا آسان ہوتا ہے۔ اس لئے ان برائیوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔

(1) جھوٹ بولنا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑے۔“ (بخاری: 1903)

(2) دل لگی کی باتیں، شور و غل یا لڑائی جھگڑا کرنا اور گالیاں دینا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ دل لگی کی باتیں کرے اور نہ شور و غل کرے۔ اگر کوئی اس سے گالی گلوچ کرے یا اس سے لڑے تو کہہ دے کہ میں تو روزے دار ہوں۔“ (بخاری: 1904، مسلم: 2703)

(3) مظلوم کی آہ سے بچنا: مسلمان کو کسی مسلمان سے زیادتی نہیں کرنی چاہئے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے تھے مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ (مسلم: 162)

ایک مسلمان کو کسی انسان پر ظلم نہیں کرنا چاہئے اور مظلوم کی بددعا سے بچنا

چاہئے کیونکہ مظلوم کی بددعا فوراً عرش پر پہنچتی ہے۔ (بخاری: 2448)

(4) بغض رکھنا: دل کی بستی اللہ العالمین کی بستی ہے۔ اس کو رب تعالیٰ نے پاک پیدا کیا ہے اور اسے پاک رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔ جس وقت دل ناپاک ہوتا ہے تو پورا انسان اس ناپاکی کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ دل کی ناپاکی کی وجہ سے انسان کے اعمال برباد ہوتے ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ دلوں کو پاک رکھنے کے لئے، تعلقات بچانے کے لئے قطع رحمی سے بچنے کے لئے بغض سے بچیں۔ (مسلم: 6544) بغض کی وجہ سے قطع تعلقی ہوتی ہے اور ترک تعلق بڑا جرم ہے۔ (مسند احمد: 1519، مسلم: 6520)

(5) حق تلفیاں حق تلفی سے مراد کسی کا حق مارنا یا حق غصب کرنا ہے۔ مثلاً جب کوئی کسی کی زمین پر قبضہ کر لے، جب کوئی رشوت دے کر کسی کا حق مار لے، جب کوئی کاروبار میں جھوٹ اور دھوکے سے کام لے، جب کوئی ملاوٹ کرے، جب کوئی ذخیرہ اندوزی کرے، جب کوئی کسی بڑے کی عزت نہ کرے، جب کوئی کسی چھوٹے سے محبت نہ کرے، جب کوئی کسی پر الزام تراشی کرے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام بھی ہیں اور حقوق العباد کو غصب کرنے کے بھی۔ اس لئے انسان کو چاہئے خاص طور پر رمضان میں حق داروں کا جو حق چھینا ہے واپس کر دے۔ جن کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں ان سے معافی مانگ لے۔

(6) گناہ: گناہ کبیرہ ہوں یا صغیرہ وہ مؤمن کے کرنے کے کام نہیں ہیں۔ ان گناہوں کے بُرے اثرات انسان پر مرتب ہوتے ہیں۔ انسان کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے۔ انسان دنیا و آخرت کا خسارہ مول لے لیتا ہے۔ ان سے ہمیشہ ہی اجتناب کرنا چاہئے مگر خاص طور پر رمضان میں ان سے بچنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ یہ گناہ زبان سے متعلق ہوں یا

دل سے اس کا تعلق آنکھوں سے ہو یا کانوں سے، معاملہ ہاتھوں کا ہو یا پاؤں کا ہر جگہ احتیاط ضروری ہے۔ یہی روزے کا مقصد ہے کہ اپنے آپ کو گناہ سے بچائیں۔



رمضان المبارک میں ہونے والی غلطیاں ❁

رمضان المبارک کا مہینہ رحمتوں اور برکتوں والا ہے۔ اس مہینے میں انسان کا دل نیکی کی طرف راغب ہوتا ہے۔ روزے اور قیام اللیل کی وجہ سے نیکیوں کا ماحول بھی بن جاتا ہے۔ اجتماعی ماحول کی وجہ سے رب کا قرب نصیب ہو سکتا ہے مگر کچھ خطائیں، کچھ غلطیاں آڑے آجاتی ہیں۔ اُن سے بچ کر اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو سکتا ہے۔

- (1) کھانے میں اسراف کرنا
- (2) دن کے اوقات میں کثرت سے سونا
- (3) لہو و لعل کے کاموں میں وقت ضائع کرنا
- (4) سحری میں جلدی کرنا
- (5) افطار میں تاخیر کرنا
- (6) بد اخلاقی کا مظاہرہ کرنا
- (7) اکثر لوگوں کا غیبت، چغلی، جھوٹ بولنے، مذاق اُڑانے میں مصروف رہنا
- (8) اکثر لوگوں کا رمضان کی فضیلت اور روزے کے احکامات کا علم نہ رکھنا
- (9) رات کو روزے کی نیت کے بغیر سونا
- (10) نماز تراویح کو چھوڑ دینا
- (11) بعض لوگوں کا رمضان کے شروع کے دنوں میں محنت کرنا اور بعد کے دنوں میں سستی کا شکار ہو جانا
- (12) شاپنگ میں مصروف رہنا

(13) رمضان کے جانے کا انتظار کرنا

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے ہماری مدد فرمائیں۔ ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور غلطیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رمضان کی فضیلت کا علم رکھتے ہیں، روزے کی حقیقت کو سمجھتے ہیں اور رمضان کی برکتیں سمیٹ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل فرمائے۔ (آمین)

﴿ نماز تراویح اقیام اللیل ﴾

(1) قیام اللیل یا تراویح کیا ہے؟

جواب: قیام اللیل یا تراویح سے مراد ہے راتوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔ سورۃ الفرقان میں رب العزت نے رحمن کے بندوں کی جو خصوصیات بتائی ہیں ان میں سے ایک راتوں کو قیام کرنا ہے۔ (الفرقان: 64)

(2) قیام اللیل کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے رمضان کی راتوں میں (بیدار رہ کر) نماز تراویح پڑھی، ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ، اس کے اگلے۔ تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔“ (بخاری: 2009، مسلم: 1779)

(3) کیا قیام اللیل کا سلسلہ ہر دور میں جاری رہا؟

جواب: ہر دور میں اہل علم اور اہل تقویٰ نے قیام اللیل کو اپنا خصوصی شعار بنائے رکھا۔

(4) قیام اللیل میں کون سا وقت اہمیت کا حامل ہوتا ہے؟

جواب: قیام اللیل میں رات کا تیسرا پہر خصوصی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار بلند برکت والا ہر رات کو اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔ (بخاری: 1145)

(5) نماز تراویح کا وقت کیا ہے؟

جواب: نماز تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے فجر طلوع ہونے کے درمیان میں گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (ابوداؤد: 1336)

(6) نماز تراویح کا افضل وقت کون سا ہے؟

جواب: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو اس بات کا خوف ہو کہ آخر شب میں نہ اٹھ سکے گا تو اول شب میں (عشاء کے بعد) وتر پڑھ لے۔ اور جس کو امید ہو کہ آخر شب میں اٹھے گا تو چاہئے کہ وتر آخر شب میں پڑھے، اس لئے کہ شب کی نماز ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔“ (مسلم: 1766، ترمذی: 455)

(7) نماز تراویح کی رکعتوں کی تعداد کیا ہے؟

جواب: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رمضان کی نماز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: ”رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔“ (بخاری: 1147، مسلم: 1723، ابوداؤد: 1341)

اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ

(1) (رمضان میں) تراویح قیام اللیل، قیام رمضان، تہجد ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔

(2) نماز تراویح کی رکعتوں کی تعداد گیارہ ہے جس میں تین وتر شامل ہیں۔

(3) کچھ لوگ 20 رکعات تراویح کے قائل ہیں۔ اس بارے میں جو روایات ملتی ہیں وہ ضعیف ہیں۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعات نماز اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: 393/2، طبرانی کبیر: 12102) حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ (صحیح البخاری: 254/4)

(8) نماز تراویح میں رکعات کو کیسے تقسیم کرنا چاہئے؟

جواب: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں۔ جب تم میں سے کسی آدمی کو صبح ہونے کا ڈر ہو تو ایک رکعت اور پڑھ لے۔ (یہ رکعت) اس ساری نماز کو جو اس نے پڑھی ہے طاق کر دے گی۔“ (مسلم: 1748)

(9) کیا قیامِ رمضان میں قرآن مجید سے دیکھ کر قرأت کی جاسکتی ہے؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی امامت ان کا غلام ذکوان قرآن دیکھ کر کیا کرتا تھا۔ (بخاری، قبل اللہ ص: 692) اس سے پتہ چلتا ہے کہ قیامِ رمضان میں قرآن مجید سے دیکھ کر قرأت کی جا سکتی ہے۔

(10) نماز تراویح مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرنی افضل ہے یا گھر میں؟

جواب: سنت رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ مسجد میں باجماعت نماز تراویح ہی افضل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرض ہو جانے کے اندیشے کی وجہ سے چوتھی رات جماعت سے گریز کیا تھا۔ (بخاری: 1129، مسلم: 1783) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا تھا۔ (بخاری: 2010)

(11) کیا عورتیں مسجد میں باجماعت تراویح میں شرکت کر سکتی ہیں؟

جواب: سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ کوئی قیام نہ کیا حتیٰ کہ مہینے میں ایک ہفتہ باقی رہ گیا تو آپ ﷺ نے ہمیں قیام کروایا۔ جب تیسری رات آئی تو آپ ﷺ نے اپنے اقارب، بیویوں اور دوسرے لوگوں کو جمع

فرمایا اور ہمیں قیام کرایا یہاں تک کہ ہمیں فکر ہوئی کہ کہیں ہماری سحری ہی نہ رہ

جائے۔ (ابوداؤد: 1375، ابن ماجہ: 1327)

اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عورتیں باجماعت تراویح میں شرکت کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تیسری مرتبہ تراویح میں اپنی بیوی کو شامل کر لیا تھا۔

(12) کیا نماز تراویح میں مکمل قرآن کریم ختم کرنا چاہئے؟

جواب: نماز تراویح میں مکمل قرآن کریم ختم کرنا فرض نہیں ہے۔ ابن باز کا فتویٰ ہے: اماموں کے لئے مشروع ہے کہ اگر وہ استطاعت رکھتے ہوں تو قیام رمضان میں مقتدیوں کو سارا قرآن کریم سنائیں۔ امام ہر رات وہ آیات اور سورتیں تلاوت کرے جو پچھلی رات پڑھی گئی آیات اور سورت کے بعد والی ہیں۔ یہاں تک کہ امام کے پیچھے والے نمازی اپنے رب کی کتاب مسلسل اسی ترتیب سے سُن لیں جو مُصحف میں ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ: 158/2)

اعتكاف

(1) اعتكاف كے كہتے ہیں؟

جواب: اعتكاف رمضان المبارك كى خصوصى عبادت ہے۔ اللہ عزوجل تعالى كاتقرب حاصل كرنے كے لئے برائے عبادت مسجد میں رہنا اعتكاف كہلاتا ہے۔
(منہاج المسلم: 446)

(2) اعتكاف كا كيا حكم ہے؟

جواب: اعتكاف كرنا سنت ہے۔

(3) اعتكاف كے سنت ہونے كى دليل كيا ہے؟

جواب: نبی ﷺ پابندی سے اعتكاف كرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ رمضان میں اعتكاف نہ بیٹھ سكتے تو سوال میں اعتكاف كيا۔ (بخاری: 2044)

(4) كيا كسى كے لئے اعتكاف كرنا واجب ہو جاتا ہے؟

جواب: حافظ ابن حجر لکھتے ہیں اعتكاف پراجماع ہے کہ واجب نہیں مگر یہ کہ كوئی اس كى نذرمان لے۔ (بخاری: 2714) اعتكاف كى نذرمان لی جائے تو پورا كرنا واجب ہو جاتا ہے۔

(5) كيا اعتكاف صرف مساجد میں ہی كيا جاسكتا ہے؟

1۔ رب العزت كا ارشاد ہے:

﴿وَأَنْتُمْ عَلَيْكُمْ فِي الْمَسْجِدِ﴾ (البقرہ: 187)

”اور جب تم مسجد میں اعتكاف كرنے والے ہو۔“

(2) نافع كہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ؓ نے مجھے مسجد نبوی میں وہ جگہ دکھلائی

جہاں رسول اللہ ﷺ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ (ابوداؤد: 2465، ابن ماجہ: 1773)

(3) امام قرطبی کہتے ہیں علماء کا اجماع ہے کہ اعتکاف صرف مساجد میں ہوتا ہے۔
(تفسیر ازلی: 5/197)

(6) کیا اعتکاف تمام مساجد میں کیا جاسکتا ہے؟

امام بخاریؒ لکھتے ہیں تمام مساجد میں اعتکاف کیا جاسکتا ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک تمام مساجد میں اعتکاف کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری: 4/806)

(7) کیا مساجد میں کسی وقت بھی اعتکاف کیا جاسکتا ہے؟

جواب: (1) امام البانیؒ کہتے ہیں: اعتکاف رمضان میں اور اس کے علاوہ سال کے تمام دنوں میں مسنون ہے۔ (قیام رمضان: 34)

(2) اعتکاف کسی بھی وقت جائز ہے لیکن رمضان کے آخری عشرے میں افضل ہے۔
(فتاویٰ اللجنة الدائمة: 410/10)

(8) رمضان المبارک کے آخری عشرے کے اعتکاف کی فضیلت کے کیا دلائل ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ اپنی وفات تک برابر رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے۔ اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔ (بخاری: 2026، مسلم: 2782)

(9) رسول اللہ ﷺ کیسے اعتکاف کرتے تھے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دن رات مسجد کے ایک گوشے میں گزارتے تھے۔ عام معمولات اور تعلقات ختم کر دیتے تھے۔ وفات تک اعتکاف میں بیٹھنا آپ ﷺ کا معمول رہا۔ آپ ﷺ نے اس کی اتنی پابندی کی کہ جب ایک بار رمضان میں نہیں بیٹھ سکے تو شوال کے آخری دس دنوں میں اعتکاف کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

”مسجد ہر متقی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص کے لئے جس کا گھر مسجد ہے خوشی، رحمت اور پہل صراط سے گزر کر اپنی رضا یعنی جنت کی ضمانت دی ہے۔“ (ہم الطمرانی، مسند ابی امامیہ، ج 4: 446)

(10) کیا اعتکاف کے لئے روزہ رکھنا شرط ہے؟

جواب: روزہ رکھنا اعتکاف کے لئے شرط نہیں ہے۔ (بخاری: 2032)

(11) کیا خواتین اعتکاف کر سکتی ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے بعد بھی آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔ (بخاری: 2026) خواتین کا اعتکاف میں بیٹھنا درست ہے۔ (ابن قدامہ، المغنی: 464/4)

(12) خواتین کے مساجد ہی میں اعتکاف کرنے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: (1) قرآن مجید میں اعتکاف کے لئے مساجد کا ذکر کیا گیا ہے۔ (البقرہ: 187)
 (2) خواتین کے اعتکاف کے لئے شریعت میں الگ حکم موجود نہیں ہے۔
 (3) کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ عہد نبوت میں خواتین نے گھروں کے اندر اعتکاف کیا ہو۔ اس لئے خواتین بھی مساجد ہی میں اعتکاف کریں گی۔
 نوٹ: جب تک کسی مسجد میں عورت کی عزت محفوظ نہیں وہاں اعتکاف کے لئے بیٹھنا درست نہیں۔

(13) کیا خواتین کے اعتکاف کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہے؟

جواب: خواتین کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہے۔ ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ بغیر اجازت کے اعتکاف بیٹھیں۔

(14) کیا استحاضہ والی خواتین اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں؟

جواب: ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کی کسی بیوی

نے بھی اعتکاف کیا حالانکہ وہ مستحاضہ تھیں، خون کو (خارج ہوتے ہوئے) دیکھتی تھیں۔
پس وہ اکثر اپنے نیچے خون (کی کثرت کے سبب) سے طشت رکھ لیا کرتی تھیں۔
(بخاری: 2037) استحاضہ کی بیماری اعتکاف کو نہیں روک سکتی کیونکہ یہ نہ نماز کو روکتی ہے نہ
طواف کو۔ (ابن قدامہ الحنفی: 4/488)

(15) اعتکاف کا آغاز کیسے اور کب ہوتا ہے؟

جواب: اعتکاف کا آغاز 20 رمضان المبارک کی شام سے ہوتا ہے۔ اعتکاف بیٹھنے
والے کو مغرب کی نماز سے پہلے مسجد میں آجانا چاہئے اور فجر کی نماز کے بعد اعتکاف کی
جگہ میں داخل ہونا چاہئے۔

(16) کیا اعتکاف کرنے کے لئے نیت ضروری ہے؟

جواب: ہر عبادت کی طرح اعتکاف کے لئے بھی نیت کرنا ضروری ہے لیکن نیت کرنا دل
کا فعل ہے اس کا زبان کے الفاظ سے کوئی تعلق نہیں۔

(17) کیا اعتکاف کرنے والا مسجد سے باہر جاسکتا ہے؟

جواب: اعتکاف کرنے والے کو بلا ضرورت مسجد سے باہر جانا جائز نہیں ہے۔ (بخاری: 2029،
مسلم: 684، ابوداؤد: 2473)

(18) کیا اعتکاف کرنے والا بیمار کی عیادت کر سکتا ہے؟

جواب: اعتکاف کرنے والے کو بیمار کی عیادت کی اجازت نہیں ہے البتہ راستے سے
گزرتے ہوئے پوچھ سکتا ہے۔

(19) کیا اعتکاف کرنے والا جنازے میں شرکت کر سکتا ہے؟

جواب: اعتکاف کرنے والا جنازے میں شرکت نہیں کر سکتا۔

(20) اعتکاف کی کم از کم مدت کتنی ہو؟

جواب: 1- اعتکاف کی کم از کم مدت متعین نہیں۔ (المہاب فی علوم الکتاب: 310/3)

(2) کچھ علماء کے نزدیک اعتکاف کی کم از کم مدت ایک دن ایک رات ہے۔
(تیسرے قریبی: 837/2)

(21) کیا اعتکاف کی جگہ بستر اور چار پائی یا Bed رکھا جاسکتا ہے؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اعتکاف کرتے تو ستون تو بہ کے قریب آپ ﷺ کا بستر بچھا دیا جاتا یا آپ کی چار پائی وہاں بچھا دی جاتی۔
(ابن ماجہ: 1774)

(22) اعتکاف کے دوران کون سے اعمال مستحب ہیں؟

جواب: (1) نوافل میں مشغول رہنا۔

(2) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

(3) قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔

(4) توبہ و استغفار کرنا۔

(5) دُعا میں کرنا۔

(6) قرآن مجید میں غور و فکر اور تدبر کرنا۔

(7) اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ہر کوشش کرنا۔

(8) لڑائی جھگڑے اور فحش کاموں سے پرہیز کرنا۔

(9) لایعنی کاموں، فضول گفتگو سے اجتناب کرنا۔

(23) کیا کسی کی بیوی مسجد میں آکر شوہر کی کنگھی کر سکتی ہے؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ مسجد سے (اعتکاف کی حالت میں) سرمبارک میری طرف حجرہ کے اندر کر دیتے اور میں اس میں کنگھا کر دیتی۔
(بخاری: 2029، مسلم: 684، ابوداؤد: 2467)

(24) کیا اعتکاف کرنے والا مسجد میں کھا سکتا ہے؟

جواب: اعتکاف کرنے والے کے لئے مسجد میں کھانا پینا اور سونا جائز ہے۔

(فتاویٰ 431/1)

(25) کیا اعتکاف کے لئے مسجد میں خیمہ لگایا جاسکتا ہے؟

جواب: ایک بار رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کے لیے (مسجد میں) اپنا خیمہ لگانے کا

حکم دیا تھا۔ (بخاری: 2033، مسلم: 2785)

(26) اگر عورت کو دوران اعتکاف حیض آجائے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟

جواب: عورت کو فوراً مسجد سے نکل جانا چاہئے۔ (ابوداؤد: 232)

(27) کون سے افعال اعتکاف کو باطل کر دیتے ہیں؟

جواب: 1۔ مرتد ہو جانا۔ (بخاری: 476)

(2) کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنا۔ (تفسیر قرطبی: 2/224)

(3) مباشرت کرنا۔ (البتقر: 3/187، تفسیر ابن کثیر: 1/265)

(4) بلا ضرورت مسجد سے باہر نکلنا (ابوداؤد: 2473)

﴿ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴾

(1) لیلۃ القدر کیا ہے؟

جواب: ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے،
جس میں فرشتے اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں،
وہ رات جس میں روح الامین سیدنا جبریل علیہ السلام اترتے ہیں،
وہ رات جو برکتوں والی ہے،
وہ رات جو سراسر سلامتی ہے۔ (القدر: 3-5)

(2) لیلۃ القدر کی خاص بات کیا ہے؟

جواب: لیلۃ القدر میں قرآن حکیم نازل ہوا جو انسانی زندگی کے لئے راہ نمائی ہے۔ یہ رات
رمضان المبارک کی ہے۔
رب العزت کا فرمان ہے:

(1) ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ﴾ (البقرہ: 185)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

(2) ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (القدر: 1)

یقیناً ہم نے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔

(3) لیلۃ القدر میں فرشتے کیوں نازل ہوتے ہیں؟

جواب: لیلۃ القدر کی برکت کی وجہ سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

(4) لیلۃ القدر میں فرشتے کتنی تعداد میں نازل ہوتے ہیں؟

جواب: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

”بلاشبہ اس رات زمین میں فرشتوں کی تعداد کنکریوں کی تعداد سے زیادہ ہوتی ہے۔“ (الصیحۃ: 2205، احمد)

(5) فرشتے کس مقصد کے لئے اُترتے ہیں؟

جواب: فرشتے برکت اور رحمت کے نزول کے ساتھ اُترتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”اس رات کی بہت زیادہ برکت کی وجہ سے اس میں کثرت سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ فرشتے برکت و رحمت کے نزول کے ساتھ اُترتے ہیں جیسا کہ تلاوت قرآن کریم کے وقت اُترتے ہیں، مجلس ذکر کو گھیر لیتے ہیں اور سچے طالب علم کی تعظیم کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر سورۃ القدر)

(6) لیلۃ القدر کون سی رات ہے؟

جواب: سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ڈھونڈو۔“ (بخاری: 2017)

(7) لیلۃ القدر کے معلوم نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شب قدر کی خبر دینے کے لئے تشریف لارہے تھے کہ دو مسلمان آپس میں کچھ جھگڑا کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آیا تھا کہ تمہیں شب قدر بتا دوں لیکن فلاں اور فلاں نے آپس میں جھگڑا کر لیا۔ پس اس کا علم اٹھالیا گیا اور امید یہی ہے کہ تمہارے حق میں یہی بہتر ہوگا۔ پس اب تم اس کی تلاش (آخری عشرہ کی) نو یا سات یا پانچ کی راتوں میں کیا کرو۔“ (بخاری: 2023)

لیلۃ القدر کے مخفی رہنے کی حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مؤمن اس کی فضیلت کو حاصل کرنے کے لئے پانچوں راتوں میں خوب محنت کرے۔

(8) لیلۃ القدر کی علامات کیا ہیں؟

جواب: (1) لیلۃ القدر وہ رات ہے کہ جس میں چاند طشت کے ایک ٹکڑے کی طرح طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم: 2779)

(2) لیلۃ القدر آسمان اور معتدل رات ہوتی ہے جس میں نہ گرمی ہوتی ہے اور نہ سردی۔

(3) اس صبح کا سورج ایسے طلوع ہوتا ہے کہ اس کی سرخی مدہم ہوتی ہے۔

(مسند بزار: 486/6، مسند طحاوی: 349، ابن خزیمہ: 231/3)

(9) کیا لیلۃ القدر کو تلاش کرنا چاہئے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔“ (بخاری: 2017)

(10) طاق راتوں میں تلاش کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: طاق راتوں میں تلاش کرنے سے مراد ہے کہ اُن میں خوب عبادت کرنی چاہئے۔

(11) لیلۃ القدر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کیا ہدایات دی ہیں؟

جواب: رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے پاس یہ مہینہ آ گیا ہے۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے افضل ہے۔ جو اس رات (کا ثواب حاصل کرنے) سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا۔ اس کے خیر سے وہی محروم رہتا ہے جو واقعی محروم ہے۔“ (ابن ماجہ: 1644)

(12) لیلۃ القدر کے قیام کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ”جو لیلۃ القدر میں ایمان و احتساب کے ساتھ نماز میں کھڑا رہے، اس کے اگلے تمام
 گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“ (بخاری: 2014، ترمذی: 808)

(13) لیلۃ القدر کی دُعا کیا ہے؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپ کا کیا
 خیال ہے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ شب قدر کون سی ہے تو میں اس میں کیا کہوں؟
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم یوں کہو:

﴿اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوفٌ كَرِيمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي﴾

”اے اللہ تعالیٰ! تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے۔ معافی کو پسند کرتا ہے۔ مجھے

معاف فرما دے۔“ (جامع ترمذی: 3513، ابن ماجہ: 3850)

صدقہ فطر

(1) صدقہ فطر کیا ہے؟

جواب: صدقہ فطر سے مراد رمضان کے اختتام پر نماز عید سے پہلے فطرانہ ادا کرنا ہے۔

(2) کیا صدقہ فطر فرض ہے؟

جواب: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فطر کی زکوٰۃ (صدقہ فطر) ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض قرار دی تھی۔ غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے تمام مسلمانوں پر۔ آپ ﷺ کا حکم یہ تھا کہ نماز (عید) کے لیے جانے سے پہلے یہ صدقہ ادا کر دیا جائے۔ (بخاری: 1503، مسلم: 2288، ابوداؤد: 1611)

(3) صدقہ فطر کس پر فرض ہے؟

جواب: صدقہ فطر ہر مسلمان غریب، امیر پر فرض ہے کیونکہ روزوں کی تطہیر امیر غریب سب کے لئے ضروری ہے۔ (مسلم: 2278)

(4) صدقہ فطر کس کی طرف سے ادا کیا جائے گا؟

جواب: صدقہ فطر صرف مسلمانوں کی طرف سے ادا کیا جائے گا۔ (بخاری: 1504، مسلم: 2282)

(5) صدقہ فطر کا مقصد کیا ہے؟

جواب: (1) روزہ کی حالت میں انسان سے جن کو تباہیوں اور کمزوریوں کا ارتکاب ہو جاتا ہے اس کی تلافی ہو جائے۔

(2) جو لوگ غربت اور ناداری کی وجہ سے عید کی خوشیوں میں شامل ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے انہیں صدقہ فطر سے اس قابل بنایا جائے۔ (سنن ابی داؤد: 1609)

(6) صدقہ فطر کب ادا کیا جائے؟

جواب: صدقہ فطر عید کی نماز کے لئے نکلنے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ (بخاری: 1503)

عید سے دو دن پہلے ادا کرنے میں بھی حرج نہیں۔ (فتاویٰ ابن باز: 271، اردو)

(7) صدقہ فطر کس جنس سے ادا کیا جائے؟

جواب: صدقہ فطر ہر نفل سے دیا جاسکتا ہے جس کو خوراک کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے

مثلاً گیہوں، پنے، جو، بکئی، جوار، چاول، باجرہ وغیرہ۔

(8) صدقہ فطر کی مقدار کیا ہو؟

جواب: صدقہ فطر کی مقدار ایک صاع حجازی ہے جس کا وزن 2.5 کلو کے برابر ہے۔

(بخاری: 1506، 1508، مسلم: 2285، ابوداؤد: 1616)

(9) کیا خوراک کے بدلے قیمت دی جاسکتی ہے؟

جواب: (1) افضل صورت یہ ہے کہ غلہ ہی دیا جائے لیکن اگر عذر کی وجہ سے قیمت دینا

چاہیں تو جائز ہے۔

(2) قیمت کی ادائیگی کی ممانعت نبی ﷺ سے ثابت نہیں۔

(10) کتنی قیمت دی جائے گی؟

جواب: گندم استعمال کرنے والا 2.5 کلو گندم کی قیمت اور چاول استعمال کرنے والا 2.5 کلو

چاول کی قیمت دے گا۔ یہ ایک فرد کے لئے ہے۔ دودھ پیتے بچے سے لے کر بزرگ

تک اور گھر کے غلاموں اور ملازموں کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کیا جائے گا۔

(11) صدقہ فطر کا مصرف کیا ہے؟

جواب: صدقہ فطر کا مصرف زکوٰۃ کا مصرف ہی ہے۔ (سنن ابی داؤد: 1609) غرباء اور مساکین

اور قرہبی یتیموں اور فقراء کو ہی دینا چاہئے۔ اگر فقراء و مساکین نہ ہوں تو آٹھ مذاات

میں سے کسی پر بھی خرچ کیا جاسکتا ہے۔

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ
”اور جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو یقیناً میں قریب
ہوں۔ میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے۔“

(البقرة: 186)



Al Noor Publications



www.alnoorpk.com



sales@alnoorpk.com



Nighat Hashmi



Alnoor International



Nighat Hashmi



+92 336 4033042